ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol.03 No.02 (2025)

عصرِ حاضر میں مذہبی مقدسات اور توہین رسالت کے امور کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Religious Sanctities and the Issue of Blasphemy in the 0Contemporary Era

Muhammad Shahzad Madni.
Lecturer Aspire college chawinda sialkot (msmadni00786@gmail.com)
Dr Syed Iftikhar Ahmad
Assistant professor Minhaj University Lahore, Pakistan (shah0469@gmail.com)
Dr. Imtiaz Ahmed
Assistant professor Minhaj University Lahore, Pakistan,
Alihasan2912@gmail.com

Abstract

In the contemporary era, the sanctity of religious symbols and the issue of blasphemy against the Prophet Muhammad (PBUH) have become central to global intellectual, legal, and socio-cultural debates. The challenge of balancing freedom of expression with the reverence of religious values has grown increasingly complex, especially as instances of blasphemy provoke widespread unrest, extremism, and socio-political polarization across the world. This analytical study critically examines these sensitive issues within both Islamic and international frameworks. It explores the sacred status of the Prophet (PBUH) in Islamic thought, juxtaposed with international human rights discourse, freedom of speech laws, and diverse societal responses. The aim of this research is to foster a balanced intellectual dialogue that promotes interfaith harmony, religious tolerance, and global peace. Consequently, the study provides a thoughtful perspective on navigating the modern-day challenges surrounding religious sentiments and freedom of expression in a pluralistic world.

Keywords:
Religious Sanctities ,Freedom of Expression, Interfaith Harmony ,Global Peace, Religious Tolerance

عصرِ حاضر میں مذہبی مقدسات کی حرمت اور توہینِ رسالت جیسے حساس موضوعات عالمی سطح پر فکری، قانونی اور تہذیبی بحث و نزاع کا مرکز بن چکے ہیں۔اظہارِ رائے کی آزادی اور مذہبی اقدار کے درمیان توازن کی تلاش ایک پیچیدہ مسئلہ بن چکی ہے، خصوصاً جب توہین رسالت جیسے واقعات بین الاقوامی سطح پر شدت پسندی، ردِ عمل اور معاشرتی خلفشار کا باعث بنتے ہیں۔زیرِ مطالعہ تحقیق میں اس اہم موضوع کا تجزیاتی و تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے جس میں نہ صرف اسلامی تناظر میں رسول اکرم ﷺ کی شانِ اقدس کے تقدس کو واضح کیا گیا ہے بلکہ بین الاقوامی قوانین، انسانی حقوق کے بیانیے اور مختلف معاشروں میں ان موضوعات سے متعلق رویّوں کا موازنہ بھی پیش کیا گیا ہے۔اس تحقیق کا مقصد ایک ایسے فکری اور اعتدال پسند مکالمے کی بنیاد رکھنا ہے جو بین المذاہب ہم آہنگی، مذہبی رواداری اور عالمی امن کے فروغ میں معاون ثابت ہو۔نتیجتاً، یہ مطالعہ عصرِ حاضر کے چیلنجز کے تناظر میں مذہبی جذبات کے احترام اور آزادیِ اظہار کے دائرہ کار کو سمجھنے کے لیے ایک فکری راہ متعین کرتا ہے۔

اسلام میں احترامِ مقدسات کے اصول

اسلام دوسرے مذاہب کا احترام کرنے اور ان کے جذبات کو مجروح کرنے سے باز رہنے پر زور دیتا ہے مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے کہ تمام انبیاء پر ایمان لایا جائے اور ان میں تفریق نہ کی جائے۔ارشاد ربانی ہے:

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَبِالآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ [(1)]

’’اور وہ لوگ جو آپ کی طرف نازل کیا گیا اور جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا (سب) پر ایمان لاتے ہیں، اور وہ آخرت پر بھی (کامل) یقین رکھتے ہیں۔‘‘

قُولُواْ آمَنَّا بِاللّهِ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَقَ وَيَعْقُوبَ وَالأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لاَ نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ [(2)]

’’(اے مسلمانو!) تم کہہ دو: ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس (کتاب) پر جو ہماری طرف اتاری گئی اور اس پر (بھی) جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق اور یعقوب (علیہم السلام) اور ان کی اولاد کی طرف اتاری گئی اور ان (کتابوں) پر بھی جو موسیٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) کو عطا کی گئیں اور (اسی طرح) جو دوسرے انبیاء (علیہم السلام) کو ان کے رب کی طرف سے عطا کی گئیں، ہم ان میں سے کسی ایک (پر بھی ایمان) میں فرق نہیں کرتے، اور ہم اسی (معبودِ واحد) کے فرماں بردار ہیں۔‘‘

وَالَّذِينَ آمَنُواْ بِاللّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُواْ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ أُوْلَـئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ وَكَانَ اللّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا [(3)]

’’اور جو لوگ اللہ اور اس کے (سب) رسولوں پر ایمان لائے اور ان (پیغمبروں) میں سے کسی کے درمیان (ایمان لانے میں) فرق نہ کیا تو عنقریب وہ انہیں ان کے اجر عطا فرمائے گا، اور اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔‘‘

اسلام اس بات کا داعی ہے کہ ایک ریاست کے اندر رہنے والے شہریوں کے مابین امن وآشتی اور باہمی رواداری کے ساتھ بقائے باہمی قائم ہو، یہی وجہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو وہاں رہنے والے یہودیوں کے ساتھ ایک معاہدہ تحریر فرمایا، آپ ﷺ نے ان کی مقدسات کو نہیں چھیڑا اور نہ ہی انہیں اپنی عبادت سے روکا، تاکہ مسلمانوں اور یہودی ایک ہی ریاست میں محبت، اتحاد اور احترام کے ساتھ رہیں۔

امام شافعی کے بیان کے مطابق سیرت نگاروں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو وہاں رہنے والے تمام یہودیوں سے ایک معاہدہ تحریر فرمایا اور ان پر کوئی جزیہ مقرر نہیں کیا۔[(4)] ابن اسحاق کے مطابق آپ ﷺ نے انہیں اس معاہدے کے بموجب ان کے دین پر باقی رکھا اور ان کے اموال کی حفاظت کی یقین دہانی کروائی اور ان کے کچھ حقوق مقرر کیے اور ان پر کچھ ذمہ داریاں عائد کیں۔[(5)]

([1]) القرآن، البقرہ، 4:2

([2]) القرآن، البقرہ، 2:136

([3]) النساء، 152:4

([4]) ابو عبداللہ محمد بن ادریس الشافعی(م:204ھ)، الام، دارالمعرفۃ۔ بیروت، 1410ھ، ج:4، ص:210

([5]) ابو محمد عبدالملک بن ہشام الحمیری(م:213ھ)، السیرۃ النبویۃ، المحقق: طہ عبدالروف سعد، دارالحیل۔بیروت، الطبعۃ الاولی 1411ھ، ج:3، ص:31

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عہد الذمہ (جو اسلامی ریاست کے غیر مسلم مستقل باشندوں کو حاصل ہوتا ہے) کفار کو اپنی روایات اور عبادات کے طریقوں پر عمل کرنے کی اجازت دیتا ہے۔اسی لیے جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس شاہِ مصر کے پاس بھیجا تو حضرت حاطب نے اپنے خطاب کے دوران اس سے فرمایا: ''ہم آپ کو مسیح کے دین سے منع نہیں کرتے، بلکہ ہم آپ کو اسی پر عمل پیرا ہونے کا ہی کہتے ہیں (یعنی عملی طور پر اسلام کی بالادستی قبول کرنے کے ساتھ۔''[1] رسول اللہ ﷺ کے اس طرزِ عمل کے پیش نظر جب حضرت عمر نے یروشلم کو فتح کیا، تو ان کے ساتھ جو معاہدہ تحریر فرمایا اس میں یہ بھی شامل تھا کہ ان کی جان ومال، کنیسوں اور صلیبیوں کو تحفظ حاصل ہے، نہ ان کے کنیسوں میں کوئی رہے گا نہ اسے مسمار کیا جائے گا، نہ ان کی جگہ کو کم کیا جائے گا، نہ انہیں دین کے معاملے میں مجبور کیا جائے گا اور نہ ہی ان میں کسی کو کوئی نقصان پہنچایا جائے گا۔[2] بلکہ مورخین نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ حضرت عمر نے ان کے کنیسے میں نماز بھی اس لیے نہیں پڑھی تا کہ اس کو ایک طریقہ نہ بنالیا جائے اور اس کے ذریعے ان کی عبادت گاہوں کو مسجد میں تبدیل کرنے کا منظم آغاز نہ ہو۔

مقدسات کے احترام کے حوالے سے پاکستانی قانون

پاکستان پینل کوڈ (مجریہ 1860ء) میں دوسروں کے جذبات کے احترام اور مذاہب کے تقدس سے متعلق کئی دفعات شامل ہیں، جن میں سے کچھ اسلام کے ساتھ خاص ہیں، اور کچھ دفعات میں کسی مذہب کی تخصیص نہیں، ان تمام دفعات کو توہین مذہب و توہینِ رسالت سے متعلق دفعات کہا جاتا ہے جس میں مختلف قسم کے جرائم کا ذکر ہے، جن میں مذہبی عنوانات کا غلط استعمال، قرآن پاک کے نسخے کی بے حرمتی، جان بوجھ کر مذہبی جذبات کو بھڑکانا، اور نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں توہین آمیز الفاظ کا استعمال شامل ہے۔ان جرائم پر جرمانے سے لے کر طویل قید تک سزاؤں کا ذکر ہے، اور حضور اکرم ﷺ کی توہین کرنے کی صورت میں سزائے موت مقرر کی گئی ہے۔

ان دفعات میں دفعہ نمبر 295 توہینِ مذہب کے ارادے سے عبادت گاہ کی بے حرمتی سے متعلق ہے اور اس میں زیادہ سے زیادہ دو سال قید کی سزا مقرر کی گئی ہے۔

دفعہ نمبر 295 اکسی گروہ کے مذہبی جذبات کو جان بوجھ کر بھڑکانے سے متعلق ہے جس پر جرمانے کے ساتھ یا جرمانے کے بغیر، زیادہ سے زیادہ دس سال قید کی سزا مقرر ہے۔

دفعہ نمبر 295-ب کا تعلق قرآن مجید کے نسخے کی بے حرمتی سے ہے، جس پر لازمی عمر قید کی سزا مقرر کی گئی ہے۔ دفعہ نمبر 295 - ج رسول اللہ ﷺ کے بارے میں توہین آمیز کلمات سے متعلق ہے، جس پر سزائے موت مقرر کی گئی ہے۔

دفعہ نمبر 296 مذہبی اجتماعات میں خلل ڈالنے سے متعلق ہے، جس پر زیادہ سے زیادہ ایک سال قید یا جرمانہ یا دونوں کی سزا مقرر ہے۔

([1]) محمد بن ابی بکر،ابن قیم الجوزیۃ(م:751ھ)،زاد المعاد فی ہدی خیر العباد، موسۃ الرسالۃ،بیروت۔ مکتبۃ المنار الاسلامیۃ،الکویت،الطبعۃ السابعۃ والعشرون 1415ھ،ج:3،ص:604

([2]) محمد بن جریر،ابو جعفر الطبری(م:310ھ)،تاریخ الرسل والملوک(تاریخ الطبری)، دارالتراث،بیروت،الطبعۃ الثانیۃ 1387ھ،ج:3،ص:609

دفعہ نمبر 297 قبروں کی بے حرمتی سے متعلق ہے جس پر زیادہ سے زیادہ ایک سال قید کی سزا متعین ہے۔

دفعہ 298 جان بوجھ کر مذہبی جذبات کو مجروح کرنے سے متعلق ہے اور اس میں زیادہ سے زیادہ ایک سال قید کی سز مقرر کی گئی ہے۔

دفعہ 298-ا مقدس شخصیات کے بارے میں توہین آمیز کلمات سے متعلق ہے جس پر جرمانے کے ساتھ یا اس کے بغیر، زیادہ سے زیادہ تین سال قید کی سزا مقرر ہے۔

دفعہ 298۔ب بعض مذہبی عنوانات اور اصطلاحات کے غلط استعمال سے متعلق ہے جس پر تین سال قید اور جرمانے کی سزا متعین ہے۔

دفعہ 298-ج قادیانی کا خود کو مسلمان کہنے یا اپنے عقیدے کی پرچار کرنے سے متعلق ہے جس پر جرمانے کے ساتھ زیادہ سے زیادہ تین سال قید کی سزا مقرر کی گئی ہے۔

توہینِ مذہب ورسالت کی ممانعت کا مذکورہ بالا قانون (کچھ فقہی اور قانونی خامیوں کے باوجود) مقدسات کے احترام کی ضمانت دیتا ہے، لیکن حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی جانب سے اس پر عمل درآمد میں کوتاہی بعض اوقات لوگوں کی جانب سے مقدسات کا تقدس پامال کرنے کا باعث بنتی ہے۔

مقامی اور بین الاقوامی سطح پر توہین رسالت کے بڑھتے ہوئے واقعات

بین الاقوامی سطح پر توہین رسالت کے واقعات:

سابقہ آیات، نصوص، اقوال اور واقعات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اسلام کفر و شرک کی تردید کے ساتھ مقدسات اور دوسروں کے جذبات کے احترام پر زور دیتا ہے، اسی لیے بہت شاذ و نادر ایسا واقعہ پیش آتا ہے کہ کوئی مسلمان کسی اور نبی، یا کسی مذہب کی مقدسات کی توہین کرے۔ دوسری طرف مسلسل یہ دیکھنے میں آرہا ہے کہ کافروں کی طرف سے مسلمانوں کی مقدسات کی توہین کو روا رکھا جاتا ہے اور بالخصوص رسول کریم ﷺ کی شان اقدس میں توہین کی ناپاک جسارت کی جاتی ہے۔

حالیہ دور میں یورپ اور دیگر مغربی ممالک میں آزادی اظہار رائے کے عنوان سے توہین رسالت کے واقعات میں اضافہ دیکھا گیا جس پر عالم اسلام میں شدید رد عمل سامنے آیا، اور جس کے نتیجے میں املاک تباہ ہوئے، اور درجنوں لوگ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ خاص طور پر 11 ستمبر 2001ء کے واقعات کے بعد ایک منظم طریقے سے اس مہم کو شروع کیا گیا اور بہت سی کتابیں شائع کی گئیں۔ ان کتابوں کو مغربی ممالک میں حد درجہ پذیرائی حاصل ہوئی جس کا سبب ان کے مصنفین کی ذہانت نہیں تھی بلکہ بنیادی سبب وہ بغض تھا جس کا اسلام اور مسلمانوں سے اظہار کیا جاتا ہے۔

اس تناظر میں معروف کوششوں میں سلمان رشدی کی ''شیطانی آیات'' نامی وہ کتاب ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں توہین کی گئی ہے اور آزادی اظہار رائے کے بہانے اسلام کے شعائر کا مذاق اڑایا گیا ہے۔

ستمبر 2005ء میں ڈنمارک کے ایک اخبار (Jyllands-posten) نے توہین آمیز کارٹون بنانے کا مقابلہ منعقد کیا، اور اس میں کچھ کارٹون شائع کیے گیے، مسلمانوں کی طرف سے ان تصاویر کو روکنے کی بسیار کوشش کی گئی، لیکن اس کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اس کے بعد ڈنمارک نے مزعومہ اسلامی انتہا پسندی کا مقابلہ کرنے کے بہانے ایک بار پھر بڑے پیمانے پر توہین آمیز کارٹون شائع

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

کیے۔یورپی ممالک کے دیگر کئی اخبارات نے ڈنمارک کے اخبار کے ساتھ یکجہتی کا اعلان کیا اور ناروے، جرمنی، سپین، اٹلی، نیدرلینڈز اور امریکہ میں ان کارٹونوں کی اشاعت کی گئی۔(1)

2012ء میں (Innocence of Muslims) نامی ایک فلم بنائی گئی، اس فلم کو ایک اسرائیلی نژاد امریکی نے تیار کیا تھا جو اسلام کے سخت ترین مخالفین میں سے ہے، فلم میں رسول اکرم ﷺ، امہات المؤمنین اور صحابہ کرام کے بارے میں ہر قسم کی توہین، الزام تراشی اور افترا پردازی ہے، جس کو دیکھنا کوئی مسلمان گوارا نہیں کر سکتا۔(2) سان فرانسسکو کی عدالت نے اپنے فیصلے میں یوٹیوب انتظامیہ کو فلم دکھانے کی اجازت اس بنیاد پر دی کہ اسے روکنا آزادی اظہار رائے کے حق کے خلاف ہے جس کی ضمانت امریکہ کے آئین میں دی گئی ہے۔(3)

اس فلم کے نتیجے میں پوری دنیا میں وسیع پیمانے پر مظاہرے ہوئے، جس کے نتیجے میں بڑی تعداد میں لوگ مارے گئے اور مختلف اسلامی ممالک میں امریکا اور دیگر مغربی ممالک کے سفارت خانوں کے سامنے احتجاجی مظاہرے کیے گئے۔(4)

2012ء میں فرانس کے ایک میگزین چارلی ہیبڈو نے توہین آمیز کارٹون شائع کیے جس سے عالم اسلام میں غم و غصہ کی شدید لہر اٹھی اور کئی اسلامی ممالک میں احتجاجی مظاہرے ہوئے، اس سے قبل اسی میگزین نے فروری 2006ء میں ڈنمارک کے اخبار میں شائع ہونے والے کارٹونوں کو بھی شائع کیا تھا۔(5)

2018ء میں ایک ڈچ سیاست دان گیرٹ وائلڈر جو اپنے اسلام مخالف مؤقف کے لیے دنیا میں مشہور ہے۔ اس نے کارٹون بنانے کے ایک اور مقابلے کے انعقاد کا اعلان کیا جس سے دنیا بھر کے مسلمانوں میں بے چینی کی ایک لہر اٹھی، اور بڑے پیمانے پر مظاہرے ہوئے، بعد میں اس بڑھتے ہوئے دباؤ اور بڑے پیمانے پر احتجاج کی وجہ سے اس نے فیصلہ واپس لے لیا۔(6)

بار بار ہونے والے ان واقعات کی سب سے اہم وجہ اسلاموفوبیا یا اسلام دشمنی ہے، جس سے مراد اسلام کے پھیلنے کا خوف، مذہب اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت اور تعصب کے جذبات ہیں۔(7) حالیہ دہائیوں میں اس رجحان میں غیر معمولی اضافہ دیکھنے میں آیا ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں کو ہراساں کیا جاتا ہے، ان کی تضحیک کی جاتی ہے، ان پر پابندیاں لگائی جاتی ہیں، انہیں نفرت

---

[1] See; David Nash, "Blasphemy in the Christian World: A History",P. 50. See alos; https://en.wikipedia.org/wiki/Jyllands- Posten Muhammad_cartoons_controversy. https://www.islamweb.net/ar/article/142854.

[2] See; https://www.alukah.net/sharia/0/44498/#ixzz6WO5u3vQv. See also; https://www.theguardian.com/film/filmblog/2012/sep/17/innocence- of-muslims-demonstration-film.

[3] https://www.bbc.com/arabic/scienceandtech/2015/05/150519_anti_islam_film_ban_lifted_for_google.

[4] See; https://www.bbc.com/news/world-africa-19572912.

[5] See;https://en.wikipedia.org/wiki/Charlie_Hebdo#2006_publication. https://www.aljazeera.net/news/international/2007/2/8.

[6] See; https://www.reuters.com/article/us-netherlands-cartoon-wilders-idUSKBN1YX098.

(7) مجموعة من الباشمين ، الاسلامو فوبياني أوروبا الخطاب والممارسة، المركز العربي الديمقراطي للدراسات الاستراتيجية والسياسية والاقتصادية في ألمانيا، الطبعة الأولى،2019م، ص:5.

کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اسلامی اقدار کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور پیغمبر اسلام ﷺ کی توہین کی جاتی ہے اور اس سب کو آزادیِ اظہار رائے کی من پسند تشریح کے چھتری تلے روا رکھا جاتا ہے۔

مقامی سطح پر توہین رسالت کے واقعات

اقلیتوں کی ایک کثیر تعداد کا وجود اسلامی جمہوریہ پاکستان کو دیگر کافی اسلامی ممالک سے ممتاز کرتا ہے، اس کی زیادہ تر آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے، مسلمان اس کی آبادی کا 96 فیصد نمائندگی کرتے ہیں،[1] اور بقیہ چار فیصد میں عیسائی، سکھ، ہندو اور بدھ مت وغیرہ کے ماننے والے شامل ہیں۔ اس صورتحال کی وجہ سے وقفے وقفے سے مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان فرقہ وارانہ کشیدگی کی وجہ سے ایک خوفناک ماحول پیدا ہوتا ہے جو درجنوں لوگوں کی ہلاکت اور املاک کی تباہی کا سبب بنتا ہے، عمومی طور پر ایسا دوسروں کی مقدسات اور جذبات کا احترام نہ کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

اس کا ایک مظہر حضور اکرم ﷺ کی توہین کے بار بار پیش آنے والے واقعات ہیں۔ 2011ء میں شائع ہونے والی بی بی سی (BBC) کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ توہین رسالت کے قانون کی تحقیق کرنے والی ایک غیر سرکاری تنظیم کی تحقیق کے مطابق قانون توہین رسالت کے تحت ملک میں اب تک 950 سے زائد مقدمات درج کیے گئے ہیں۔[2]

نیو یارک ٹائمز (The New York Times) کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ سینٹر فار سوشل جسٹس Centre for Social justice، یہ اقلیتی حقوق کے لیے کام کرنے والا ایک ادارہ ہے جس کا مرکزی دفتر لاہور میں ہے) کے مطابق 1987 سے 2017 تک پاکستان میں توہین رسالت کے قانون کے تحت 1500 سے زائد افراد پر فرد جرم عائد کی گئی تھی جن میں زیادہ تر مسیحی یا قادیانی تھے۔[3]

سینٹر فار سوشل جسٹس (Centre for Social Justice) کی رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ 1987 اور 2018ء کے درمیانی عرصے میں مدعا علیہان کی تعداد 1572 تک پہنچ گئی، جن میں اکثریت (51.9%) کا تعلق مذہبی اقلیتوں سے ہے۔[4]

اگرچہ پاکستان میں توہین مذہب کے کیسز کی تعداد کے بارے میں یقینی طور پر درست اعداد و شمار موجود نہیں اور موجودہ اعداد و شمار میں کافی فرق پایا جاتا ہے، لیکن اس سے بہر حال یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ رجحان روز بروز بڑھتا جا رہا ہے، اور اس کے پاکستانی معاشرے پر بھیانک اثرات مرتب ہو رہے ہیں، جس کا نتیجہ فرقہ وارانہ فسادات املاک کی تباہی اور انسانی جانوں کے ضیاع کی صورت میں نکلتا ہے۔

---

[1] Majmu'ah min al Bahisin, al 'Islamophobia fi 'Orūbba: al Khitab wa al Mumārasah, al Markaz al 'Arabi al Dimaqrāti li al Dirāsāt al al 'Istiratejiyyah wa al-Siyasiyyah wa al 'Iqtisadiyyah fi 'Almaniyah, 1st Edition 2019 AD, P 5.

[2] https://www.pbs.gov.pk/content/population-religion.

[3] See; https://www.bbc.com/urdu/pakistan/2011/01/110114_blasphemy_cases_rwa.

[4] See; "Hindu Veterinarian is Latest to Face Blasphemy Charges in Pakistan," https://www.nytimes.com/2019/05/30/world/asia/pakistan-blasphemy-law.html.

اس کا ایک قبیح مظاہرہ کچھ عرصہ قبل مسجد نبوی میں کیا گیا جب 28 اپریل 2022ء کو کچھ ناہنجاز مسلمانوں کی طرف سے بالکل روضہ رسول ﷺ کے قریب پاکستانی سرکاری عہدیداروں پر آوازیں کسی گئیں اور کھینچاتانی کی ناپاک کوشش کی گئی جس سے مسلمانوں میں غم وغصے کی لہر دوڑ گئی۔[(1)]

آزادی اظہار رائے کا حق اور مقدسات کا احترام

مقدسات کی توہین روا رکھنے اور مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کو عموماً آزادی اظہار رائے کے تحت جواز فراہم کیا جاتا ہے، جس کی توثیق بین الاقوامی انسانی حقوق کی دستاویزات میں بھی کی گئی ہے۔

آزادی اظہار رائے اور قومی و بین الاقوامی دستاویزات

اس طرز عمل کے مؤیدین کی طرف سے اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ آزادی رائے پر قدغن لگانا درج ذیل دستاویزات سے ہم آہنگ نہیں ہے:

1. انسانی حقوق کے عالمی اعلامیہ (UDHR: Universal Declaration of Human Rights) کا دفعہ نمبر 18 جو آزادی فکر، آزادی ضمیر اور آزادی مذہب سے متعلق ہے اور دفعہ 19 جو ہر شخص کو اپنی رائے رکھنے اور اظہارِ رائے کی آزادی کا حق دیتا ہے اور بغیر ملکی سرحدات کی رعایت کے کسی بھی ذریعے سے علم اور خیالات کی تلاش کرکے انہیں حاصل کرنے اور ان کی تبلیغ کرنے کی اجازت دیتا ہے۔[(2)]
2. شہری اور سیاسی حقوق سے متعلق بین الاقوامی معاہدہ (ICCPR: The International Covenant on Civil and Political Rights) کا دفعہ 18 جو آزادی فکر، آزادی ضمیر، آزادی مذہب اور عقیدے کے تحفظ سے متعلق ہے اور دفعہ 19 جو آزادی اظہار رائے سے متعلق ہے۔[(3)]
3. انسانی حقوق پر یورپی کنونشن (ECHR: European Convention on Human Rights) کا دفعہ 9 اور دفعہ 10 سے جو آزادی فکر، آزادی مذہب اور آزادی اظہار رائے سے متعلق ہے۔[(4)]
4. آئین پاکستان 1973ء کے وہ دفعات جو بنیادی آزادیوں کے تحفظ کی ضمانت دیتے ہیں جن میں عقیدہ کی آزادی اور آزادی اظہار رائے بھی شامل ہے۔[(5)]

اس کے علاوہ دیگر مقامی، علاقائی اور عالمی دستاویزات اور معاہدوں کا بھی اس ضمن میں ذکر کیا جاتا ہے۔

کیا آزادی اظہار رائے کا حق پابندیوں سے ماوراء ہے؟

یہاں اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ آزادی اظہار رائے کے حق کو ہر قسم کی پابندیوں سے ماورا، نہیں چھوڑا جا سکتا بلکہ دنیا کے ہر ملک میں اس پر وہاں کے معاشرے سے ہم آہنگ مختلف قسم کی پابندیاں لگائی جاتی ہیں، مثلاً یہ کہ:

[1]See; Centre for Social Justice, "Challenges in Exercising Religious Freedom in Pakistan, A research Report", December 2019, P. 29, available at; http://www.csjpak.org./
[2]https://www.dawn.com/news/1687410.
[3]https://www.un.org/ar/universal-declaration-human-rights/index.html.
[4](https://www.ohchr.org/en/professionalinterest/pages/ccpr.aspx.
[5]-https://www.echr.coe.int/documents/convention_eng.pdf.

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.02 (2025)

* اس حق کو حکومت کے خلاف بھڑکانے کے لیے استعمال نہ کیا جائے۔
* اس کو عوامی سلامتی اور مفاد عامہ کے خلاف استعمال نہ کیا جائے۔
* اس آزادی کے استعمال سے کسی اور قانون کی مخالفت نہ ہوتی ہو۔
* یہ آزادی کو استعمال کرتے ہوئے کسی کے احساسات و جذبات کو مجروح نہ کیا جائے۔
* یہ آزادی کسی اور جرم کا پیش خیمہ نہ بنے۔
* اس آزادی سے عدالت کی توہین نہ ہوئی ہو، وغیرہ وغیرہ۔[1]

بلکہ اس طرح کے حقوق کے اثبات کے لیے جن بین الاقوامی دستاویزات کا سہارا لیا جاتا ہے انہی دستاویزات میں ہی ان حقوق پر مختلف قسم کی پابندیاں لگائی گئی ہیں، اور ان کو آزاد نہیں رکھا گیا ہے۔

چنانچہ انسانی حقوق کے عالمی اعلامیہ (UDHR) کے دفعہ 29 میں کہا گیا ہے کہ یہ حقوق اور آزادیاں قانون کی طرف سے قائم کردہ پابندیوں، جمہوری معاشرے میں دوسروں کے حقوق اور آزادیوں کے تحفظ، امن عامہ اور انسانی احترام کے تابع ہیں۔ دفعہ 30 کی رو سے کسی بھی ایسی سرگرمی یا عمل کو ممنوع قرار دیا گیا ہے جو اس اعلامیہ میں بیان کردہ حقوق اور آزادیوں میں کسی کے بھی منافی ہو۔[2]

شہری اور سیاسی حقوق سے متعلق بین الاقوامی معاہدہ (ICCPR) کے دفعہ 20 کے دوسرے پیراگراف میں کہا گیا ہے کہ اس قانون کے تحت اشتعال انگیزی پر مبنی کوئی بھی ایسا عمل ممنوع ہے جو قومی، نسلی یا مذہبی منافرت، امتیازی سلوک اور دشمنی یا تشدد کا ذریعہ بنے۔ دفعہ 18 ذیلی دفعہ 3 میں کہا گیا ہے کہ مذہب یا عقیدے کے اظہار کی آزادی قانون کی طرف سے عائد کردہ ان پابندیوں کے تابع ہے جن کا وجود عوامی تحفظ، امن عامہ، عوامی صحت، اخلاقیات، اور دیگر لوگوں کے حقوق اور آزادیوں کی یقین دہانی کے لیے ناگزیر ہے۔ دفعہ 19 میں پھر اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ یہ آزادیاں ایسی پابندیوں کے تابع ہیں جو دوسروں کے حقوق یا ساکھ کا احترام کرنے یا قومی سلامتی، امن عامہ، عوامی صحت یا اخلاقیات کے تحفظ کے لیے ضروری ہیں۔[3]

اسی طرح انسانی حقوق پر یورپی کنونشن (ECHR) کے دفعہ 9 اور 10 دونوں میں یہ کہا گیا ہے کہ مذہب اور رائے کی آزادی قانون میں بیان کردہ حدود کے تابع ہے جن کا وجود ایک جمہوری معاشرے میں عوامی تحفظ، امن عامہ، اخلاقیات دوسروں کے حقوق اور آزادیوں کے تحفظ، یا جرم کی روک تھام کے لیے ضروری ہے۔[4]

اس لیے اسلامی نقطۂ نظر سے مناسب یہ ہے کہ آزادی اظہار رائے کے حق پر وہ پابندیاں لگادی جائیں جن کا ذکر انسانی حقوق سے متعلق قاہرہ کے اعلامیہ میں ہے اس اعلامیہ کو قاہرہ میں اسلامی تعاون تنظیم (OIC) کے وزرائے خارجہ کونسل نے 5 اگست 1990ء کو منظور کیا تھا۔ اعلامیہ کے دفعہ 22 میں درج ہے۔

[1]See; Chapter 1: Fundamental Rights, Article 8 onwards, "The Constitution of Pakistan 1973

[2]See for details; Decision of Islamabad High Court, "Salman Shahid vs Federation of Pakistan", Writ Petition 739-2017, Para 17, decided on 31/3/2017.

[3]https://www.un.org/ar/universal-declaration-human-rights/index.html

[4]https://www.ohchr.org/AR/ProfessionalInterest/Pages/CCPR.aspx.

* **الف۔** ہر شخص کو آزادی کے ساتھ اپنی رائے کا اس انداز میں اظہار کرنے کا حق ہے جو اسلامی اصولوں سے متصادم نہ ہو۔
* **ب۔** اس شخص کو اسلامی شریعت کے احکام کے مطابق نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے روکنے کا حق حاصل ہے۔
* **ج۔** میڈیا معاشرے کی ایک اہم ضرورت ہے، اور اس کا بائیں طور استعمال ممنوع ہے جس سے مقدسات اور انبیاء کرام علیہم السلام کی بے حرمتی ہوتی ہو۔ جس سے اخلاقی اقدار کو نشانہ بنایا جاتا ہو، جس سے معاشرہ میں افتراق وانتشار پھیلے یا کسی عقیدے کو ہدف بنایا جائے۔
* **د۔** قومی اور فرقہ وارانہ منافرت کو بھڑکانا اور ہر وہ عمل جو نسلی امتیاز کو بڑھاوا دے کسی بھی شکل میں ممنوع ہے۔[1]

مقدسات کا احترام اور قومی یکجہتی:

سابقہ سطور میں تفصیل سے بتایا گیا کہ اسلام دوسروں کی مقدسات اور جذبات کے احترام کے اصول پر زور دیتا ہے، اور یہ کہ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ کافروں کی مقدسات کا تذکرہ نامناسب طور پر کرے جس کے جواب میں مسلمانوں کی مقدسات کی بے حرمتی کا اندیشہ ہو۔

اس بات پر بھی زور دیا گیا کہ قومی اتحاد اور ہم آہنگی کا خواب تب ہی شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے جب مقدسات اور دوسروں کی رائے کا احترام کرنے کا ماحول پیدا ہو۔ اس اصول کو نظرانداز کرنے سے معاشرے پر مرتب ہونے والے سنگین نتائج کی طرف بھی اشارہ کیا گیا۔

اس بات کی بھی وضاحت کی گئی کہ مقامی اور بین الاقوامی سطح پر توہین رسالت کے واقعات میں غیر متوقع اضافہ دیکھنے میں آیا ہے اور یہ سلسلہ روز بروز بڑھ رہا ہے جس سے فرقہ وارانہ فسادات میں اضافہ ہو رہا ہے۔

بیان کردہ امور کا تجزیہ:

1. مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ شرک کی تردید دلائل سے نرم گفتار سے اور ایسے مناسب طریقے سے کریں جس سے کافر اسلام کی طرف مائل ہوں اور دین اسلام کی حقانیت ان کے دلوں میں اتر جائے۔
2. مسلمانوں کو کافروں کے معبودوں کا ذکر ایسے نامناسب طریقے سے کرنے سے گریز کرنا چاہیے جس سے ان کے جذبات اور احساسات متاثر ہوں۔ اس کی وجہ یا تو یہ ہے کہ ان کے معبود بے جان ہیں اور اس میں ان کا کوئی قصور نہیں، یا اس لیے کہ وہ اصل میں نیک لوگ تھے جنہیں جاہل لوگوں نے معبود بنا لیا تھا، یا اس وجہ سے کہ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی توہین کا باعث بن سکتا ہے، یا اس لیے کہ یہ ایسا کوئی مصلحت آمیز کام نہیں جو شریعت میں مطلوب ہو۔
3. مسلمانوں کو ان کافروں کے ساتھ پر امن، پر سکون اور با مقصد مکالمہ اختیار کرنا چاہیے جو آزادی اظہار رائے کی آڑ میں توہین رسالت و مذہب کے واقعات کا دفاع کرتے ہیں یا اس کی حمایت کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آج کی دنیا میں مسلمانوں کے پاس کوئی ایسی سیاسی یا عسکری قوت نہیں ہے جس کے ذریعے وہ ان کوششوں کو بزور بازو روک سکیں۔ اس لیے بات چیت کے ذریعے ان کو اس معاملے کی سنگینی اور مسلمانوں کے لیے اس کی حساسیت کا بتلانا ضروری ہے۔

[1] http://hrlibrary.umn.edu/arab/a004.html

4. مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ پرامن طریقے سے اس قبیح فعل پر اپنے غم وغصے کا اظہار کریں، اور انفرادی و سرکاری املاک کی تباہی سے قطعاً احتراز کریں، اس لیے کہ اس طرح کے واقعات سے گستاخی کے واقعات میں کمی نہیں آتی بلکہ اسلام کی ساکھ مزید بہتر ہوتی ہے۔
5. اسلامی ممالک میں رہنے والی اقلیتوں کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ اس طرح کے نامناسب طرز عمل سے احتراز کریں، کیونکہ اس سے انتشار، عداوت اور منافرت جنم لیتی ہے اور یہی ملک دشمنوں کی آرزو ہے۔
6. اقلیتوں کو یہ بھی بخوبی جان لینا چاہیے کہ اسلام کے نام پر قائم ہونے والے ملک میں آزادی اظہار رائے کی آڑ میں قطعاً اس بات کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ خدائے بزرگ و برتر اور رسول ﷺ کی شان اقدس میں توہین کی جائے، اس سے ملک میں رہنے والے مختلف گروہوں میں نفرت اور فساد پھیلتا ہے۔
7. علماء ومشائخ کو چاہیے کہ وہ لوگوں کو صبر و تحمل، دوراندیشی اور معاملات میں جلدی نہ کرنے کی تلقین کریں اور ان کو سمجھائیں کہ اپنے دین کا دفاع ایسے طریقے سے نہیں کرنا چاہیے جس کا انجام کار پشیمانی ہو اور جس سے معاشرے میں انتشار اور فساد کو بڑھاوا ملے۔
8. حکومت کو چاہیے کہ وہ توہین مذہب سے متعلق قوانین کا موثر طریقے سے نفاذ کرے تاکہ کسی کو دوسروں کی مقدسات کا تقدس پامال کرنے، خصوصاً رسول اللہ ﷺ کی توہین کی جرات نہ ہو، جس سے ان کروڑوں مسلمانوں کو تکلیف ہوتی ہے جو حضور اکرم ﷺ سے اپنی جانوں سے زیادہ پیار کرتے ہیں اور ان کی محبت میں سرمایہ تن کو قربان کرنا باعث شرف وصد افتخار سمجھتے ہیں۔
9. حکومت کو چاہیے کہ وہ مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان امن اور ہم آہنگی پیدا کرنے، ان کو مشترکات پر جمع کرنے اور لوگوں کے درمیان تفرقہ اور نفرت پھیلانے کے ممکنہ راستے بند کرنے کے لیے سنجیدہ کوشش کرے۔
10. تمام مقامی اور بین الاقوامی تنظیموں کو چاہیے کہ وہ مقدسات کے احترام کے اصول پر زور دیں تاکہ فکری اور فرقہ وارانہ اختلافات اور تنازعات سے بچا جاسکے۔
11. عالمی برادری کو اس بات کا احساس کر لینا چاہیے کہ مسلمانوں کو اپنے پیغمبر سے والہانہ عقیدت و محبت ہے جس کو کسی دوسری محبت پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ انہیں اس بات کا بھی ادراک ہونا چاہیے کہ دنیا کی سلامتی اور امن وامان کا دار و مدار انسانیت، مذاہب اور مقدسات کے احترام پر ہے اور اس عالی مقصد کو ان اصول پر عمل کیے بغیر حاصل نہیں کیا جاسکتا۔
12. تمام اقوام عالم کو ایک عالمی معاہدے پر دستخط کرنے چاہئیں، جس کی رو سے مذاہب کی توہین اور کسی بھی فرقے کی معزز شخصیات کی توہین کو جرم قرار دیا جائے۔

نتائج بحث

1. ہر مذہب میں ایسی مقدسات ہوتی ہیں جن کا اس مذہب کے ماننے والے احترام ودفاع کرتے ہیں، لہٰذا ان کے بارے میں نازیبا گفتگو سے احتراز کرنا چاہیے۔

2. مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ کافروں کے معبودوں کا ذکر اس طرح کرنے سے گریز کریں جس سے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے برگزیدہ رسول ﷺ کی توہین پر برانگیختہ ہوں۔
3. شرک اور مشرکین کی مذمت اور ان کے معبودوں کی کمزوری کا اظہار کرنا شریعت کا ایک اہم مقصد ہے، لیکن اس کا اظہار با مقصد طریقے سے ہونا چاہیے جو کفار کے لیے اسلام قبول کرنے کی راہ میں معاون ہو نہ یہ کہ وہ قریب آنے کی بجائے مزید دور ہوں۔
4. ذرائع کا فیصلہ اس کے نتائج کو دیکھ کر کیا جاتا ہے اور راستے کا فیصلہ منزل کو دیکھ کر کیا جاتا ہے اس لیے ایسے کام جو بنیادی طور پر جائز ہوں حرام اور فساد پر منتج ہونے کی صورت میں ناجائز ٹھہرتے ہیں۔
5. مشرکین کے معبودوں کے بارے میں نازیبا گفتگو کی ممانعت رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے ساتھ مخصوص نہیں تھی، بلکہ یہ حکم قیامت تک باقی ہے، اس لیے جب بھی ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی توہین کا راستہ کھلے تو اس کی روک تھام ضروری ہے۔
6. صاحبِ حق کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ کسی مصلحت کے پیش نظر اپنے حق سے وقتی طور پر دستبردار ہو جائے جب ایسا کرنا مزید دینی نقصان کا باعث نہ بنے۔
7. اسلام کی دعوت دینے والے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ کفار سے مناسب اور بامقصد طریقے سے بحث کریں اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور بغیر طعن و تشنیع کے شرک کا بطلان ثابت کریں۔
8. حالیہ دنوں میں آزادیِ اظہار رائے کے جھنڈے تلے مقامی اور بین الاقوامی سطح پر رسول اللہ ﷺ کی شانِ اقدس کی توہین کے واقعات میں اضافہ ہوا ہے جس کے منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں، اور جس کا نتیجہ ہر دفعہ املاک کی تباہی، انسانی جانوں کے ضیاع اور باہمی نفرت وعداوت کے فروغ کی صورت میں نکلتا ہے۔
9. اظہار رائے کی آزادی کے حق کو بغیر کسی پابندی کے نہیں چھوڑا جا سکتا بلکہ اس پر قدغن ضروری ہے جس سے مقدسات کی توہین کا رستہ بند ہو۔ یہی عقلِ سلیم کا تقاضہ بھی ہے اور انسانی حقوق سے متعلق بین الاقوامی اور ملکی دستاویزات بھی اسے تسلیم کرتے ہیں۔
10. قومی اتحاد، الفت اور ہم آہنگی ایک ایسا خواب ہے جو مقدسات کی پامالی بند کرنے اور دوسروں کی رائے کے احترام سے ہی شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے۔
11. مقالے کے آخر میں خاتمہ سے قبل جن سفارشات کا ذکر کیا گیا ہے قومی اتحاد اور بین المذاہب ہم آہنگی کے لیے ان پر عمل درآمد ناگزیر ہے۔